لَا عَدْوَىٰ وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

"بدشگونی لینا اور الو یا صفر کی نحوست کوئی شئے نہیں"۔

صفر کا مہینہ

اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

صفر کا مہینہ

اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جمیع الحقوق محفوظة
All Rights Reserved 2026

ادارہ "آسک اسلام پیڈیا" اپنی تمام مطبوعات کو اصلاحِ معاشرہ، تزکیۂ اخلاق اور دین کی خدمت کے جذبۂ اخلاص سے شائع کرتا ہے، تاہم طباعتی یا فنی امور میں اگر کوئی انسانی خطا یا سقم رونما ہو جائے تو ادارہ کسی بھی وقت اصلاح اور تصحیح کا مکمل اختیار اور حقوق رکھتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر

"بدشگونی لینا اور الویا صفر کی نحوست کوئی شے نہیں"۔

صحیح البخاری

صفر کا مہینہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمَّا بَعْدُ:

اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف **بضمن ماہ صفر**

"وہم" ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہ ہو، عقلی اور تاریخی اعتبار سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اور سب سے بڑھ کر دینی اور شرعی اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت نہ ہو۔

وہم، دراصل صرف ایک خوف اور ڈر ہوتا ہے، جو انسان اپنے ذہن و خیال پر سوار کر لیتا ہے۔ کسی نے اپنے اِعتبار سے کچھ سوچ لیا، سمجھ لیا اور اپنے دماغ میں ایسا تصور پیدا کر لیا؛ مثلاً آنکھ پھڑکنے سے تکالیف آئیں گی، ہاتھ میں کھجلی ہونے کی وجہ سے پیسہ آئے گا یا جائے گا۔ کوّے کے آنے کی وجہ سے شاید کوئی بلا والا مہمان آجائے گا، اُلّو آنے کی وجہ سے گھر میں نحوست آئے گی، صفر کے مہینے میں کام بِگڑنے لگیں گے۔ ایسے خیالات ایسا خوف ایسا فوبیا ایسا ڈپریشن اور ایسا ذہنی تناؤ جو وہ شخص اپنی طرف سے خود حاصل کر لے اور جس کی وجہ سے بہت سی فضول باتیں اور چیزیں معاشرے میں راہ پا جائیں، ایسی ساری چیزوں کو وہم اور خرافات کہا جاتا ہے۔

خرافات یعنی جس کی کوئی اَصل نہ ہو اور جس کی کوئی بنیاد نہ ہو بس صرف قصّے کہانیاں ہوں اور بیہودہ عقائد ہوں جو نسل در نسل قبول کئے جا رہے ہوں، انہی کو ہی وہم و خرافات کہتے ہیں اور یہ قدیم زمانہ سے چلتی آرہی ہیں۔

نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جس وقت نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اس وقت ساری دنیا میں وہم و خرافات کا بول بالا تھا، کوئی ریسرچ یا تحقیق نہیں تھی، بس دماغ میں کوئی چیز بیٹھا دی جاتی کہ فلاں چیز کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے تو سب میں یہ بات پھیل جاتی کہ ایسا ہونے والا ہے، ان سے اگر پوچھا جائے کہ بھائی! تم نے ایسے کیسے سمجھ لیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اس وقت فلاں آدمی کے ساتھ ایسا کرنے سے فلاں واقعہ پیش آیا تھا تو ایسا ایسا نقصان ہو گیا۔ ان کے پاس کوئی معیار نہیں ہے کہ وہ جانچیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط تو ان تمام کے پاس کوئی معیار نہیں تھا ان کے پاس کوئی کَسوٹی نہیں تھی ان کے پاس ایسی کوئی کتاب نہیں تھی اور ان کے پاس کوئی ایسی تعلیمات نہیں تھیں کہ وہ (Judge) فیصلہ کر سکیں کہ ہمارے عقائد اور توہمات صحیح ہیں یا نہیں ہیں؟ ایسے وقت پر وہ صرف اپنے تجربے یا قدیم خرافات کی بنیاد پر فیصلہ کر لیا کرتے تھے اور نتیجتاً ہمیشہ ڈر

میں جِیا کرتے تھے۔

آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور صحیح احایث ہیں جن کی بنیاد پر ہم پَرکھ سکتے ہیں کہ ارے بھائی! میں جس سے خوف کھا رہا ہوں یا میں خوف زدہ ہوں یا میں فلاں چیز کے ظاہر ہوجانے سے بہت خوش ہورہا ہوں تو یہ چیز قرآن و صحیح حدیث کے مطابق صحیح ہے یا غلط ہے؟ کیا قرآن اور صحیح احادیث میں اس کی کوئی بنیاد ہے یا نہیں ہے؟ آج ہمارے پاس ان ساری باتوں کو جانچنے کے لئے قرآن مجید اور صحیح احادیث موجود ہیں ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے اندر بھی وہی عقیدہ کی کمزوری نظر آتی ہے جو دور جاہلیت کے لوگوں میں پائی جاتی تھی۔

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾[1]

"وہی ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسول انہی میں سے مبعوث کیا، جو ان پر خدا کی آیات کی تلاوت کرتا ہے ان کے اخلاق کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی خرفات سے لوگوں کو باہر نکالنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ لہذا آئیے! آج اس مہینہ کی مناسبت سے جو کہ صفر کا مہینہ ہے اس صفر کے مہینہ کی مناسبت سے آپ کے سامنے چند باتیں پیش کرنے کی میں سعادت حاصل کَر رہا ہوں، یہ ساری باتیں میں دس پوائنٹس کی شکل میں رکھنا چاہتا ہوں تاکہ وہ لوگ جو اس صفر کے مہینہ میں مختلف توہمات اور خرافات کے شکار ہیں وہ ان دس نکات کے مطالعے کے بعد ان شاء اللہ اپنے اس ڈر اور خوف سے نجات حاصل کرلیں گے۔

1۔ پہلا نکتہ: توہمات - جہالت اور شیطانی وساوس ہیں

اگر کوئی صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے تو وہ دراصل کفارِ قریش اور جاہلیت کے راستہ پر ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کفارِ قریش کے غلط عقائد کو فتح الباری میں بیان کیا ہے جو لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے ہیں ان کا پہلا نقصان یہ ہوگا کہ وہ لوگ گویا اسلام کے راستے سے نِکل کر جاہلیت کے راستے کو اپنا رہے ہیں اور کفارِ قریش کے راستہ پر واپس جارہے ہیں، یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔۔۔! یہ کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ مسلمان بھی کہلائیں یعنی

---

[1] (سورۃ الجمعۃ 62 :2)

اپنے آپ کو کہیں کہ میں مسلمان ہوں اور میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "کا پڑھنے والا ہوں اور صفر کے مہینہ کو منحوس بھی سمجھتے ہوئے زبانِ حال سے اقرار کریں کہ میں جاہلیت کے راستے پر یعنی ابوجہل، ابولہب اور کفارِ قریش کے راستے پر ہوں۔ جاہلیت کے راستے پر چلنا بد نصیبی نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "صفر"، "حامۃ" اور "طیرۃ" کی حقیقت یہ ہے کہ کفارِ قریش ایک پرندے کو پکڑ کر ہوا میں اڑاتے تھے؛ اگر وہ پرندہ سیدھی جانب چلا جائے تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ کام کرنا چاہئے، میں جس سفر پر جا رہا ہوں اس سفر سے مجھے بہت فائدہ ہوگا، لہذا وہ اپنا سفر جاری رکھتا، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب چلا جاتا تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ سفر کرنا ہمارے لئے اچھا نہیں ہے، یہ سفر ہمارے لئے مبارک نہ ہوگا، ہم جس کام کے لئے نِکلے ہیں وہ کام ہمارے لئے بہتر ثابت نہیں ہوگا لہذا وہ واپس اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جایا کرتے تھے۔"[2]

جیسا کہ آج کل بھی بعض لوگ از راہِ مذاق یا پھر کسی اور وجہ سے دوستی میں اپنے دوستوں کے درمیان کہتے ہیں کہ اگر میں دس گِننے (شمار کرنے) سے پہلے یہ پتّہ حرکت کرتا ہے تو مجھے فلاں بندے کا فون آئے گا اور میرا کام بن جائے گا۔ ایسے بے بنیاد ذہنی خیالات کو وہم کہتے ہیں یعنی اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیوں کہ پتّہ ملنے سے فائدہ اور نقصان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ایسے خیالات و افکار دیکھ کر شیطان ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دیکھو! یہ وہ اشرف المخلوقات ہیں جن کے لئے سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا گیا تھا، یہ وہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہے! شیطان کو بڑا مزہ آتا ہے۔

شیطان بھی بار بار یہ یاد دلاتا ہے کہ دیکھو پہلے تم سفید لباس پہنے تھے اس دن بھی تمہارا حادثہ ہوا تھا، یہ کون یاد دِلا رہا ہے، یہ شیطان یاد دِلا رہا ہے۔ شیطان کبھی خواب میں اور کبھی چلتے چلتے اچانک کسی کے ذہن یا دل میں اس طرح کا غلط خیال ڈالتا ہے کہ وہ شخص بہت دور چلا جاتا ہے حقیقت اور اس زمانہ سے بہت دور خیالوں میں بھٹک جاتا ہے یہ کیسے ہوا؟ یہ شیطان کی وجہ سے ہوا۔

سورہ مجادلہ سورہ نمبر 58 کی آیت نمبر 11،10،9 پڑھئے! ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (10) ﴾[3]

ترجمہ: "(بُری) سرگوشیاں، پس شیطانی کام ہے جس سے ایمان داروں کو رنج پہنچے۔ گو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے

---

[2] (فتح الباري، كتاب الطب، قَوْلُهُ بَابُ الطِّيَرَةِ")

[3] (سورہ مجادلہ سورہ نمبر 58 کی آیت نمبر 11،10،9)

بغیر وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں "۔

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ شیطان کے پاس ایک طاقت ہے جس کا وہ مس یوز Misused کرتا ہے اس طاقت کا نام نجوی ہے۔ نیند کی حالت میں شیطان انسان کو پریشان کرتا ہے۔ جیسے ہی انسان نیند سے جاگتا ہے تو اس کی حالت بِگڑ چکی ہوتی ہے، پریشانی میں اس کا دورانِ خون بَڑھا ہوا ہوتا ہے اور وہ کچھ بھی بیان نہیں کرپاتا۔ دراصل شیطان اس کے دل میں غلط خیالات وسوسے ڈال کر چلا جاتا ہے، اور آدمی ان غلط خیالات پر یقین کرنا شروع کردیتا ہے۔(الذی یوسوس فی صدور الناس)

((حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: " إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ "))[4]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان ابن آدم (انسان) کے بدن میں اسی طرح دوڑتا ہے جس طرح خون رگوں میں گردش کرتا ہے "۔

تکلیف کی بات یہ نہیں ہے کہ شیطان نے اس کے ذہن میں اس قسم کی خرافات بھر دی ہے بلکہ تکلیف اس بات کی ہے کہ ایک کلمہ پڑھنے والا، توکل علی اللہ کی طاقت رکھنے والا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ واعتماد کرنے والا ایسے خیالات کو کِس طرح اپنے دل میں جگہ دے سکتا ہے اور اس پر یقین کر سکتا ہے؟ ساری کائنات چلانے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے لیکن یہ کیوں ڈَر رہا ہے؟ ہمارے لئے تکلیف کی بات یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے والا ڈَر رہا ہے، اس کا توکل علی اللہ ختم ہورہا ہے۔

شیطان ایسے شخص کو نجوی کے ذریعہ گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مذکورہ آیت میں فرمایا ہے:

﴿ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾[5]

" (بری) سرگوشیاں، پس شیطانی کام ہے جس سے ایمان داروں کو رنج پہنچے۔ گو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا "۔

---

[4] (4)صحيح مسلم/السلام 9 (2174)، (تحفة الأشراف: 328)، وقد أخرجه: مسند احمد (3/125، 156، 285) [سنن ابي داود/كتاب السنة /حديث: 4719]

[5] (سورة المجادلة:58/10)

شیطان دماغ یا دل میں نجویٰ "سرگوشی" کے ذریعہ خیالات ڈالتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ انسانوں کو غم میں ڈالے اور خاص کر مومنوں کو غم میں ڈالے۔ یہ کام شیطان کو بڑا پسند ہے۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں سورۃ آل عمران مین کہہ رہے ہیں کہ:

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾[6]

"یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو"۔

شیطان اپنے ان انسانی دوستوں کو جتنا ڈرائے گا یہ شیطان کے ساتھ اتنا ہی زیادہ لگے ہوئے رہیں گے۔ شیطان کبھی قبر والے سے ڈراتا ہے، کبھی وہ بھوت پریت سے ڈراتا ہے، کبھی وہ کالی غاروں سے ڈراتا ہے، کبھی وہ ویران جگہوں سے ڈراتا ہے، کبھی وہ وہم اور خرافاتی قصے اور کہانیوں سے ڈراتا ہے، کبھی وہ زندگی میں اَن ہونی (غیر متوقع) واقعات کے بارے میں بار بار سوچنے پر مجبور کرتے ہوئے ڈراتا ہے۔ کیونکہ شیطان یہ سمجھتا ہے کہ جتنا یہ انسان ڈرے گا اتنا ہی میرے بس میں رہے گا۔ ایک معنیٰ میں شیطان آپ کا مذاق اُڑا رہا ہے اور آپ مذاق کا حصہ بن رہے ہیں، نعوذ باللہ۔

پہلا پوئنٹ یہی ہے کہ یہ سارے توہمات چاہے وہ صفر کے مہینہ سے متعلق ہوں یا کسی اور مہینہ سے تعلق رکھتے ہوں یہ سارے جاہلیت کے راستے ہیں۔ زمانہء جاہلیت کے لوگ بھی اس قسم کی حرکتوں میں مبتلا تھے۔ جیسا کہ ہمیں سورہ جن پڑھنے سے پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾[7]

"بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے"۔

کفارِ قریش جب سفر کرتے تھے اور کہیں پڑاؤ ڈالتے تو وہ کہتے تھے کہ اے اس علاقہ کے مرد جنوں کے سردار! اگر تم یہاں پر موجود ہو تو ہم تمہاری پناہ مانگتے ہیں، ہم تمہاری پناہ میں آتے ہیں تاکہ شرارت کرنے والے جن کا کوئی دوسرا ٹولہ ہم پر حملہ کرے تو ہمیں بچالینا۔ اس طرح وہ مرد جنوں سے پناہ مانگتے تھے تو اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ " فَزَادُوهُمْ رَهَقًا "تو وہ جن غرور و تکبر میں اور زیادہ اِترا جاتے تھے کہ اشرف المخلوقات ہو کر ہم سے پناہ مانگ رہا ہے۔

---

[6] (سورۃ آل عمران: 175)

[7] (سورۃ الجن: 6/72)

مثال کے طور پر ایک بہت بڑا پہلوان ایک بہت ہی کمزور آدمی سے ڈَر رہا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ اس کمزور کو تکبر آئے گا اور وہ لوگوں میں کہتے رہے گا کہ فلاں فلاں پہلوان مجھ سے ڈرتا ہے، کیونکہ اس کمزور انسان کو تکبر کرنے کی ایک وجہ مل جاتی ہے۔ جب انسان جن سے ڈرتے ہیں تو جنات کو بھی فخر وغرور کرنے کا ایک موقع مِل جاتا ہے۔ اور جنّ کو آپ خود ایک موقع عنایت کر رہے ہیں، جنات کہتے ہیں کہ یہ اشرف المخلوقات ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنا چھوڑ کر ہم سے ڈَر رہے ہیں؟ حالانکہ "انسان" یہی وہ مخلوق ہے کہ جن کے جدّ امجد آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم ابلیس کو مِلا تھا۔

کفارِ قریش کہتے تھے کہ "اعوذ برجال من الجن" کہ ہم مرد جنات کی پناہ میں آتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے کہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" "اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں مردود شیطان سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔ الحمد للہ ہمیں کفارِ قریش کے اس "اعوذ برجال من الجن" کے مقابلہ میں اسلام نے یہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" سکھا دیا ہے۔

جنات اور شیاطین کی پناہ مَت لو، جادوگروں کی پناہ مت لو، کاہنوں کے پاس مت جاؤ کیونکہ ان جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی وجہ سے چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔ یہ وعید اس شخص کے عمل کے ضمن میں آئی ہے جس نے ازراہِ مذاق بھی کاہن یا نجومی سے کچھ پوچھ لیا یا پھر ان کے پاس اس خیال سے گیا کہ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے؟ لہذا ایسے انسان کی چالیس دن کی نماز رَد کردی جاتی ہے۔ یا کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ سِتاروں کو دیکھ کر مستقبل کے بارے میں بتلانے والوں کے پاس جاکر دیکھتے ہیں کہ آخر ان کے پاس ہے کیا؟ ایسے شخص کی بھی چالیس دن کی نمازیں رَد کردی جاتی ہیں۔

اگر وہ اس نجومی، جادوگر اور قیافہ شناس کی باتوں پر بھروسہ کرنا شروع کردے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو دین نازل کیا ہے اس دین کا انکار کردیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))[8]

"جو شخص کسی غیب کی باتیں کرنے والے یا کاہن کے پاس آئے پھر جو وہ کہتا ہے اس کی تصدیق کرے تو گویا اس شخص نے جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کردیا"۔

میں نے ایک شخص سے کہا کہ بھائی! اگر اس قسم کے لوگوں کے پاس جاؤ گے تو تمہاری چالیس دن کی نمازیں

[8] (صحیح الترغیب: 3047، صحیح)

خراب ہو جاتی ہیں، وہ کہتا ہے کہ میں نے چالیس دن سے نمازیں ہی نہیں پڑھی ہے!، یہ تو اور افسوسناک حالت ہے۔

((قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ قَالَ: السَّائِبُ يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ")) [9]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ”جب کسی بستی یا بادیہ میں تین افراد موجود ہوں، اور اس میں نماز نہ قائم کی جاتی ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ بھیڑیا ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری ہی کو کھاتا ہے“۔ سائب کہتے ہیں: جماعت سے مراد نماز کی جماعت ہے۔"

جب بھی صفر کا مہینہ آئے اور ہم اس مہینہ کی نحوست سے متعلق ہونی والی باتیں سنیں تو جان لیں کہ ساری باتیں جاہلیت کا راستہ ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ پرندوں کے ذریعہ سے معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ میرا سفر یا میرا کام اچھا ہے یا بُرا ہے اور کبھی جھاڑیوں میں ہرن دیکھتے تو واپس آجاتے تھے جیسے ہمارے ہندوستان میں بھی لوگ بلّی دیکھ کر واپس آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صبح صبح کس کا چہرہ میں نے دیکھ لیا ہے, اپنا چہرہ یا دوسروں کا چہرہ دیکھنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ چاہیں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ پہلا نکتہ ذہن میں رکھئے! کہ اگر ہم غلط خیالات کی وجہ سے وَہم میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں تو گویا کفارِ قریش کے راستہ پر جا رہے ہیں۔

ایک اور طریقہ ہے جس کا کفارِ قریش اپنے سفر اور اہم کاموں کے لئے استعمال کیا کرتے تھے کہ پتہ نہیں! میرا یہ سفر یا میرا اہم کام یا پھر میری جنگ اس میں کامیابی ملے گی یا نہیں؟ کفارِ قریش اس حالت میں بُت خانہ میں آتے تھے اور ترکش سے تین تیر نکالتے تھے، ایک تیر پر لکھتے کہ "امرني ربي" میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے "یعنی اس کام کے لئے جاؤ اور دوسرے تیر پر یہ لکھتے کہ "نهاني ربي" میرے رب نے مجھے اس کام سے رُوکا ہے "اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کے لئے مت جاؤ اور تیسرے تیر پر کچھ بھی نہیں لکھتے تھے۔ ان کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے بعد یہ لوگ ان تیروں کو مِلا کر ایک جگہ رکھ دیتے تھے اور بغیر دیکھے کے ایک تیر نکالتے تھے اگر یہ"

---

[9] (سنن نسائي/كتاب الإمامة/حديث: 848 ,سنن ابی داود/الصلاة 47 (547)، (تحفة الأشراف: 10967)، مسند احمد 196/5 و 446/6 (حسن)قال الشيخ الألباني: حسن

امر ني ربي "والا تیر نِکلتا تو کہتے تھے کہ میرا رب مجھے حکم دے رہا ہے اب میں جا سکتا ہوں۔ پھر اس کے بعد اگر ان کفارِ قریش کا ہاتھ کبھی اس تیر پر لگتا جس پر یہ لکھا ہوا ہوتا کہ "نهاني ربي "کہ "میرے رب نے مجھے منع کیا ہے "تو کہتے تھے کہ اس کا مطلب اوپر والا چاہتا ہے کہ میں کوئی کام نہ کروں اور وہ اپنے گھر واپس آجاتے تھے۔

جاہلیت کا طریقہ تھا کہ وہ لوگ کبھی پانسے سے ریت پر لکیریں کھینچ کر اور کبھی تیروں کے ذریعہ سے اور کبھی پرندوں کے ذریعہ سے فال کھولتے تھے۔ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((مَن رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَن حاجَتِه ، فقدْ أشْرَكَ)) [10]

"جس کو بد شگونی نے اپنے کام سے یا اپنی ضرورت سے واپس کر دے تو اس نے شرک کر دیا"۔

کونسا شرک؟ اس نے جاہلیت والا شرک کیا ہے کیونکہ یہ بھی پرندے سے بد شگونی لیتے تھے، اگر پرندہ رائٹ سائیڈ Right side پر جاتا تو نیک فالی لیتے اور اگر لیفٹ سائیڈ left side جاتا تو اس سے بد شگونی لیتے تھے۔ اس جاہلیت والے شرک میں وہ انسان مبتلا ہو جائے گا جو کبھی بد شگونی میں مبتلا تھا کیونکہ یہ بہت ہی خطرناک راستہ ہے، انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب وہ توحید سے شرک کے راستہ پر چلا گیا ہے، یہ بہت ہی گھمبیر چیز ہے جسے مدِّ نظر رکھنا چاہیے۔

پہلا نکتہ صفر کو منحوس سمجھنا شرک کی طرف لے جا سکتا ہے

صفر کی وجہ تسمیہ

اب جب صفر کے مہینہ کی بات چل رہی ہے تو یہ لفظ "صفر" ہے کیا چیز؟ یہ ایک مہینہ ہے جو محرم کے بعد آتا ہے اور اس مہینہ کو صفر دو وجہ سے کہا گیا ہے:

1) پہلی وجہ صفر کے مہینہ کو صفر کا نام دینے کی یہ ہے کہ لوگ یہ کہتے تھے یہ مہینہ بڑا منحوس ہے، کیوں منحوس ہے؟ کیونکہ یہ لوگ مسلسل تین مہینے جنگ اور جدال سے باز رہتے تھے ذوالعقدۃ، ذو الحجۃ اور محرم جو کہ حرمت والے مہینے کہلاتے تھے، جیسے ہی محرم کا مہینہ گذر جاتا تھا تو ہر کوئی اپنا اپنا بدلہ لینے کے لئے نکل پڑتا تھا، کوئی اپنے باپ کا قاتل تلاش کرتا پھر رہا ہے، کوئی اپنے بھائی کے قاتل کو تلاش کر رہا ہے اور کوئی اپنے بیٹے کے قاتل کو تلاش کر رہا ہے۔ لفظ صفر سے مراد "صفر البيت "یعنی گھر کا خالی ہو جانا کیونکہ یہ لوگ سمجھتے تھے اب کوئی بچہ یتیم ہو جائے گا، کوئی عورت بیوہ ہو جائے گی، تین مہینے سے سب خاموش تھے لیکن اب وہ لڑنے کے لئے گئے ہیں پتا نہیں کہ لوٹیں گے یا مر جائیں گے۔

---

[10] (صحيح الجامع: 6264)

صفر کا مہینہ جب بھی آتا تھا تو عورتیں پریشان رہتی تھیں کہ میرا شوہر مر جائے گا، میرا بیٹا مر جائے گا یا میرا باپ مر جائے گا کیونکہ وہ بدلہ لینے کے لئے نِکلا ہے شاید اس وجہ سے وہ بھی مارا جائے۔ اسی طرح وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذہن و دماغ میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ صفر کا مہینہ آیا اور اس وجہ سے ہی ہمارے رشتہ دار مَر رہے ہیں۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ صفر کے مہینہ کی وجہ سے تمہارے رشتے دار مَر رہے ہیں یا پھر تمہارے تکبر و غرور یا فخر و مباہات اور بدلہ لینے یعنی انتقام کے جذبہ اور تمہارے جاہلانہ نعروں کی وجہ سے مَر رہے ہیں؟ یہ تمہاری ضدّی طبعیت کی وجہ سے اور تمہارے اس عمل کی وجہ سے تم پر مصیبتیں آئی ہیں، اس مہینہ کا اس میں کوئی دوش نہیں ہے۔ اور پھر بعد میں آکر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی تربیت کی کہ صفر کے مہینہ کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہارے عمل کی بنیاد پر تم پر مصیبتیں آرہی تھیں۔

یہ تھی جاہلیت زدہ سوچ، سب سے پہلے اپنے آپ کو اس جاہلیت زدہ سوچ سے الگ کرنا ضروری ہے، ورنہ شیطان ہنسے گا اور جاہلیت والا شرک ہوجائے گا حالانکہ نبی اکرم ﷺ ہمیں جاہلیت سے باہر نکالنے کے لئے آئے تھے۔ اس کی کیا دلیل ہے؟ سورہ اعراف سورہ نمبر 7 کی آیت نمبر 157 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾[11]

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں"۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو اس دنیا میں ایک مشن دے کر بھیجا تھا۔ اس مشن میں بہت سارے کام تھے، ان میں سے ایک کام یہ تھا کہ جن لوگوں نے الگ الگ قسم کے رسم و رواج میں اپنے

---

[11] (سورۃ الاعراف: 157/7)

آپ کو باندھ لیا ہے اور بیڑیوں میں ڈال لیا ہے انہیں اس سے آزاد کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو ان بیڑیوں، رسّیوں اور زنجیروں سے باہر نکالا اور انہیں راحت پہونچائی۔ لیکن آج پھر لوگ اپنے اوپر وہی بیڑیاں ڈال رہے ہیں گویا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جو مشن دے کر بھیجا اس کے خلاف یہ لوگ جا رہے ہیں۔

صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا گویا کہ اپنے آپ کو جاہلیت والے راستہ پر چلانے کے برابر ہے، جاہلیت والے صفر کے مہینہ کو منحوس اس لئے سمجھتے تھے کہ اس وقت انہیں اپنے گھر خالی کرنے پڑتے تھے۔

2۔ دوسری وجہ: سنن ابی داود میں اس کی اور ایک وجہ بتلائی گئی ہے:

((ابْنِ رَاشِدٍ، قَوْلُهُ هَامَ، قَالَ: كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ: لَيْسَ أَحَدٌ يَمُوتُ، فَيُدْفَنُ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ، قُلْتُ: فَقَوْلُهُ صَفَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَفَرَ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُولُ هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ هُوَ يُعْدِي، فَقَالَ: لَا صَفَرَ))

ترجمہ: محمد بن راشد سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے قول ھام کے کیا معنی ہیں؟ توانہوں نے کہا: جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے: جو آدمی مرتا ہے اور دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کی روح قبر سے ایک جانور کی شکل میں نکلتی ہے، پھر میں نے پوچھا آپ کے قول لا صفر کے کیا معنی ہیں؟ توانہوں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ جاہلیت کے لوگ صفر کو منحوس جانتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صفر میں نحوست نہیں ہے۔ محمد بن راشد کہتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں کو کہتے سنا ہے: صفر دراصل پیٹ میں ہونے والے ایک قسم کے درد کو کہتے ہیں، لوگ کہتے تھے: وہ متعدّی ہوتا ہے (یعنی ایک کو دوسرے سے لگ جاتا ہے) توآپ نے فرمایا: صفر کوئی چیز نہیں ہے۔

صفر کا مہینہ آتے ہی ان کے دماغ میں یہ خیالات آنے لگتے تھے کہ میرے پیٹ میں درد ہونے والا ہے اور واقعی ان کے پیٹ میں درد شروع بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اب یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آزمائش ہے کیونکہ جو آدمی غلط راستہ پر جاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کے لئے تزیینِ عمل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اسے وہ راستہ اچھا لگنے لگتا ہے اور شیطان بھی آکر وسوسوں کے انبار لگا دیتا ہے۔ اگر کوئی یہ ذہن بنالے کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر فلاں کپڑے پہننے سے یا پھر فلاں شخصیت کی وجہ سے ایسا ایسا ہوتا ہے تو کبھی کبھی ایسا ہی ہو جاتا ہے، یہ دراصل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آزمائش ہوتی ہے:

((حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ

رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ: "أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))[12]

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کو بد شگونی نے کسی کام سے روک دیا وہ سمجھ لے کہ اس نے شرک کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوں کہہ لیا کرے اے اللہ ہر خیر آپ ہی کی ہے ہر شگون آپ ہی کا ہے اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔

(1) یہ پہلا نکتہ:

یہ ہے کہ جاہلیت کا جو شرکیہ سسٹم ہے اس سے باہر نکلنا بے حد ضروری ہے، اگر ہم اس سے باہر نہیں نکلیں گے تو یہی ہو گا کہ ہم صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھیں گے۔

(2) دوسرا نکتہ: توہمات پر یقین توکل علی اللہ کے خلاف ہے:

یہ ساری توہمات اور خرافات مخالفِ توکل علی اللہ ہیں۔ لفظ "توکل" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی پر مکمل بھروسہ کرنا۔ الشیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کی تعریف میں کہا کہ اللہ پر بھروسہ کرنا اسباب اپناتے ہوئے:

((یجب الاعتماد علی اللہ في کل شيء مع تعاطي الأسباب))[13]

بعض علماء کرام نے بھی کہا کہ:

"اسباب چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ کا دعوی تواکل ہے نہ کہ توکل"۔

اگر آپ کو یہ پتہ لگتا ہے کہ اس علاقہ میں بہت ہی خوف کا ماحول ہے تو آپ شرعی طور پر جو علاج اور معالجے ہیں انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً فَقَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْحَلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ))[14]

ترجمہ: "جب کوئی کسی نئی جگہ پر اترے یا پڑاؤ ڈالے اور یہ پڑھ لے 'أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ' میں اللہ تعالی کے تمام کلمات کے ذریعہ سے پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اللہ تعالی نے پیدا

---

[12] (مسند احمد/مسند المکثرین من الصحابة/حدیث: 7045] حدیث حسن)

[13] (فتاوی شیخ بن باز)

[14] (صحیح مسلم: 2708)

کیا ہے "تو اس شخص کو اس وقت تک کوئی چیز تکلیف نہیں دے گی جب تک کہ وہ اس جگہ سے خود نہ چلا جائے"۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں اس گھر میں بہت دنوں سے نہیں تھا پتہ نہیں آج رات کیا ہو گا؟

جب اندھیرا ہوتا ہے اور ذہن پہلے ہی سے تیاری کرتا ہے کہ اب پتا نہیں کہاں سے آواز آئے گی؟ اچانک کوئی چیز گرتی ہے وہ شخص بہت بُری طرح سے ڈر جاتا ہے سونے سے پہلے اذکار و دعاؤں کا اہتمام، اور آیۃ الکرسی پڑھنا چاہئے اور گھر میں داخل ہوتے ہوئے "السلام عليكم ورحمة الله وبركاته" سلام کرتے ہوئے داخل ہونا ضروری ہے۔ اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یہ سلام کریں "السلام علينا وعلي عباد الله الصالحين" یا پھر "بسم الله الرحمن الرحيم" پڑھ کر داخل ہونا چاہئے۔ (بعض لوگوں نے یہ دعا مشہور کر دی ہے "بسم الله ولجنا وبسم الله خرجنا وعلي ربنا توكلنا" یہ دعا صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔)

اسی طریقہ سے گھروں تلاوت قرآن، نفل اور سنت نمازوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے، ہم مساجد میں ہی سنتیں اور نوافل پڑھ لیا کرتے ہیں حالانکہ ہمیں چاہئے کہ ہم سنتوں اور نوافل کا اہتمام اپنے اپنے گھروں میں کریں، چاشت کی نمازیں ہوں یا تہجد کی نمازیں۔

اسی طریقہ سے جب خواتین اپنی شرعی عذر کی بنیاد پر نماز نہیں پڑھ سکتی ہیں تو ایسے وقت وہ اذکار کا اہتمام کریں گھر میں اور مرد حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی سنتیں اور نوافل گھروں میں آکر پڑھیں جس کی وجہ سے گھر میں ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے گا اور شیاطین گھروں سے دور رہیں گے۔ اسے کہتے ہیں "شرعی اسباب"، ہم ان شرعی اسباب کو اپنائیں گے تو ہم بھی فائدہ میں رہیں گے اور ہمارے گھر والے بھی فائدہ میں رہیں گے اور پھر ایسی ویسی کوئی بھی شکایتیں گھر میں نہیں ہوں گی کہ ہمارے گھر میں بھوت کا سایہ ہے یا جن کا سایہ ہے یا پھر کوئی اور چیز ہے وغیرہ وغیرہ۔

توکل علی اللہ کا مطلب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ))[15]

"پہلے تم اپنی اونٹنی باندھو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرو"۔

لیکن ایک آدمی وہم وخیالات کی دنیا میں ہے اور ایسی چیز سے ڈر رہا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو وہ توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خوارج سے لڑنے جا رہے تھے تو اس وقت لوگوں نے سیدنا علی ابن ابی

---

[15] (صحيح الترمذي: 2517)

طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چاند عقرب پر ہے آپ رک جائیے! ورنہ جنگ ہار جائیں گے، سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غصّہ سے کہا: "چاند عقرب میں ہے (یہ علم فلکیات والوں کی اصطلاحات ہیں، وہی چاند اور ستاروں کے مدراج سیٹ کرتے ہیں اور اس سے آگے ہونے والے واقعہ کا اندازہ لگاتے ہیں) اب تو میں ضِد سے جنگ کروں گا اب تو میں جا کر ہی رہوں گا اور اس کے بعد سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخی جملہ کہا کہ "نہ ہم سورج دیکھ کر نِکلتے ہیں اور نہ ہم چاند دیکھ کر نِکلتے ہیں ہم تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کَر کے نِکلنے والی قوم ہیں"۔ [16]

اسی لئے ہم اپنے گھر سے نِکلنے سے پہلے یہ دعا پڑھ کر نِکلتے ہیں:

((بسمِ اللهِ ، توكَّلْتُ على اللهِ ، لا حولَ و لا قوةَ إلا باللهِ)) [17]

اللہ تعالی کے نام سے، میں نے اللہ تعالی پر ہی توکل اور بھروسہ کیا ہے، گناہ سے کوئی روک نہیں اور نیکی کرنے کی کچھ طاقت نہیں سوائے اللہ تعالی کی اذن و توفیق سے"۔

ہم چاند دیکھ کر سورج دیکھ کر یا تاروں کی حرکت دیکھ کر یا پھر "نشیمن" کے ستاروں کا کھیل پڑھ کر یا ڈکن کرونکیل کے زوڈیاک "Deccan Chronicle" پڑھ کر نہیں نکلتے، ہم ان توہمات کو لے کر یا جھوٹے اور غلط قسم کے استخارہ لے کر نہیں نِکلتے بلکہ صحیح استخارہ لے کر شرعی چیزوں کو اپناتے ہوئے نکلتے ہیں، صحیح سوچ صحیح مشورہ اور اللہ سے دعا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ و توکل کرکے باہر نکلتے ہیں۔ توکل علی اللہ سے ہم اپنے Final Decision لیتے ہیں۔

جیسا واقعہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا ویسا ہی ایک اور واقعہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا، جس میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کی ایک مثال قائم کَر دی تھی۔

اسی طرح جب سیدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ چین فتح کرنے کے لئے نِکلے تھے اور وہ ازبکستان کے راستہ پر نِکلے تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارا راستہ ہِرن نے کاٹ دیا ہے، اے سیدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ واپس لوٹ جائیے! سیدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب تو میں ضرور جاؤں گا اور وہ جاتے ہیں، چین کا ایک حصہ فتح ہوتا ہے۔ آج چین کے بارڈر پر ہزاروں کی تعداد میں مسجدیں ہیں، سیدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کہتے کے زمانہ میں جن لوگوں نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا وہاں پر بَس گئے تھے، اس زمانہ سے آج تک بھی اتنے ہی علاقہ میں مسلمان رہتے اور بستے ہیں۔ اگر وہ یعنی سیدنا سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کہتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے عقیدے کی طرح عقیدہ رکھنے والے ہوتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اتنی بڑی کامیابی عطا نہ کرتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قوم توکل علی اللہ کرنے والی قوم ہے۔

---

[16] (مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة ، المؤلف : أبي عبد الله محمد بن أبي بكر /ابن قيم الجوزية ، الصفحة : ، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

[17] (صحيح الجامع: 6419)

جن کا ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے دین پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾[18]

"یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سویکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں"۔

جو انسان تقویٰ اور توحید پر ہوتا ہے، توکل علی اللہ کی زندگی گذارتا ہے، ہمیشہ نمازوں کی پابندی کرتا ہے، ارکان اسلام کی پابندی ہے اور نیکی کرنے کی صفت رکھتا ہے تو شیطانوں کی ایک بڑی ٹولی آکر اس پر بھی حملہ کرتی ہے لیکن وہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یعنی وہ" سبحان اللہ " " الحمد للہ " " اللہ اکبر " اور " لا الہ الا اللہ " وغیرہ پڑھتا ہے۔" فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ "اچانک وہ شیاطین جو اس پر چھا گئے تھے وہ سب دور ہوگئے اور اس کو ہر چیز کھلی کھلی (صاف صاف) نظر آنے لگتی ہے۔ ایسے نیک انسان پر شیاطین قبضہ نہیں کرسکتے۔ یہ طاقت ہے توکل علی اللہ کی۔

جس پر بھروسہ کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے اسی کے حوالے کردیتے ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ))[19]

ترجمہ: "جو کوئی انسان کوئی چیز لٹکالے وہ اسی چیز کے حوالہ کردیا جاتا ہے"۔

ایسا شخص اسی لٹکائی ہوئی چیز میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہے اور اس شخص کو کیسی بُری موت آئے گی؟ شرک والی موت آئے گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے لوگ ایسی غلط غلط چیزوں پر اپنی بنیادیں نہیں بناتے۔

جیسے کہ بادل آئے ہیں تو بارش برستی ہے، اس وقت ایسا ہم نہیں کہیں گے کہ یہ بادل بابا ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بادل میں بارش لانے کی طاقت دی ہے تو مسبّب کون ہوئے؟ مسبّب تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے۔ اسی طریقہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آگ کو جلنے اور جلانے کی طاقت بخشی ہے تو ہم کہیں ایسا تو نہیں کہیں گے کہ یہ آگ بہت کچھ فائدہ

---

[18] (سورۃ الاعراف: 201)

[19] (صحیح الترمذي: 2072، ابواب الطب، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيقِ)

پہونچاتی ہے لہذا یہ آگ بَابا ہوگئی۔ آگ ایک سبب ہے اور اس جیسے سارے اسباب پیدا کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اللہ تعالی کا سورۃ التوبہ میں ارشاد ہے:

﴿ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾[20]

"مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے"۔

مومنوں کی صفت یہ ہوتی ہے کہ مومنین اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

دعا اور استخارہ

ان خرافات کے مقابل ہمارے پاس دعاء ہے، مشورہ ہے اور استخارہ کی سنت ہے۔ (آپ اپنے تجربہ کی بنیاد پر مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد اور مشورہ کرنے کے بعد کوئی آخری فیصلہ کرنے سے پہلے استخارہ کرتے)۔ آج استخارہ کو لوگوں نے وہم اور توہمات کا ایک ذریعہ بنادیا ہے، اس استخارہ کو خرافات کا ذریعہ بنادیا ہے کہتے ہیں کہ "استخارہ پریشانیوں سے چھٹکارہ (نجات) کا غلط طریقہ رائج کیا گیا اور غیبی باتیں بتانے کا دعوی کیا گیا ہے "نعوذ باللہ!۔ ایک اور گمراہی وجود میں آئی ہے، استخارہ غیب جاننے کا کوئی آلہ نہیں ہے بلکہ یہ استخارہ "طلب الخیر من اللہ" اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خیر طلب کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

کئی لوگ استخارہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ خواب آتا ہے، اگر کسی بے چارے کو زندگی میں خواب ہی نہیں آتا ہے تو وہ بے چارہ کیا کرے گا؟ اور کبھی کبھی کسی انسان کو اپنے Final Decision پر ایک گھنٹہ میں عمل implement کرنا ہے تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ زبردستی سو جائے؟ اگر نہیں سویا تو بھی پرابلم ہے کیونکہ استخارہ کا رزلٹ کیسے معلوم ہوگا؟ اگر کوئی سو گیا اور اتنا لمبا سو گیا کہ لوگ اسے نیند سے جگاتے جگاتے تھک جائیں اور اس کا وقتِ عمل بھی نِکل جائے۔ لہذا ایسی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے کہ خواب میں کانٹے آئیں گے یا پھول آئیں گے یا پھر کوئی آکر کہے گا کہ ایسا کرو اور ایسا کرو! یہ سب بے کار باتیں ہیں، یہ سب توہمات کی باتیں ہیں اور خرافات ہیں، یہ سب ڈَر اور خوف کی بیڑیاں اور زنجیریں ہیں، ایسی چیزیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے ان سب چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

استخارہ کے سلسلے میں اور ایک غلط فہمی یہ ہوگئی ہے کہ "استخارہ کرنے کے بعد دل میں اگر اطمئنان ہو تو عمل کریں ورنہ عمل نہ کریں"۔ اس معنی والی حدیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس طرح شراب پینے والے کو شراب پر اطمئنان آجائے گا اور چوری کرنے والے کو چوری پر اطمئنان آجائے گا، جس شخص کو جس کی عادت ہوتی ہے اس پر اسے اطمئنان ہو جاتا ہے۔ رشوت خور کو رشوت پر اطمئنان ہو جاتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ رشوت کے

---

[20] (سورۃ التوبۃ: 15)

پیسوں کو ہاتھ لگاؤں یا نہ لگاؤں؟ کیونکہ جو انسان جیسا سوچتا ہے اس پر اسے اطمئنان ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ کوئی استخارہ کا طریقہ نہیں ہے، خواہ مخواہ استخارہ کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ توکل علی اللہ کو بدنام مت کیجئے! یہ امّت مضبوط اور پُختہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کے پاس قرآن مجید جیسی کتاب اور صحیح احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے، لیکن اس امت کو ضعیف احادیث اور من گھڑت واقعات نے اور ان خرافات نے تباہ کر دیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

البتہ "ثم رضني" یہ جو استخارہ کی دعاء میں موجود ہے اس سے بعض علماء نے کہا دل میں رضا مندی ایک علامت ہے کئی اسبابِ فیصلہ میں سے ایک سبب ہے لیکن واحد حتمی فیصلہ نہیں ہے۔

3۔ تیسرا نکتہ: توہمات پر یقین عقیدہ توحید کے خلاف ہے

اگر کوئی صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے تو ایسا سمجھنا مخالف توحید ہے۔ توحید ربوبیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ ساری کائنات کا چلانے والا ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، ہماری بِگڑی بنانے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اچھائی برائی اور تکلیف دینے والا بھی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے، اس عقیدہ کو توحید ربوبیت کہتے ہیں۔

عالم الغیب کون ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے، اس بات میں توحید اسماء وصفات آگئی ہے۔ اس ساری کائنات میں خوف کس کا ہونا چاہئے؟ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے اس میں توحید الوہیت آگئی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں کہا:

﴿ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾[21]

"یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو مجھ سے ڈرو! شیاطین اور انسانوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب ڈَر کی بھی الگ الگ صورتیں ہیں، ایک ڈَر ہوتا ہے فطری ڈر جیسے کہ سامنے شیر آگیا تو فطری طور پر ڈَر ہوتا ہے یہ کوئی بُرا نہیں ہے، فطری طور پر کوئی انسان آپ کو دھمکی دیتا ہے تو آپ خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ کوئی بری بات نہیں ہے کیونکہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام بھی خوف کھائے ہیں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے کہا تھا، اللہ تعالی کا سورۃ طہ میں ارشاد ہے:

---

[21] آل عمران: 175)

﴿قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ﴾[22]

"دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے"۔

اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی سانپ سے ڈر گئے تھے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ طہ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ﴾[23]

فرمایا بے خوف ہو کر اسے پکڑ لے، ہم اسے اسی پہلی سی صورت میں دوبارہ لا دیں گے"۔

اس قسم کا ڈر ہونا کوئی بُری بات نہیں ہے لیکن عقیدہ والا ڈر مخلوق سے نہیں ہونا چاہیئے جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر تم اتنے بَکرے یا پھر اتنے مُرغے فلاں آستانے میں نہیں کاٹو گے تو تم پر پریشانیاں آجائیں گی وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے پاس لوگ صفر کے مہینہ کو تیرہ تیزی کا مہینہ بھی کہتے ہیں، اس کے لئے تھوڑی سی کچّی مِرچیں اور کچھ ہَری مرچیں مِلا دیتے ہیں تھوڑی کُم کُم بھی ڈال دیتے ہیں اس میں تھوڑے سے بھلاویں ڈال کر ایک ٹوکرے کی شکل بنا دیتے ہیں اور پھر تھوڑا سا دھواں وغیرہ رکھ کر بابا جی لوگوں کے سامنے تھوڑا سا بھیانک پریزنٹیشن Presentation دیتے ہیں تو لوگ ان سے ڈَرنے لگتے ہیں اور اپنی اپنی فریادیں رکھنے لگتے ہیں۔ جب لوگ توحید چھوڑ کر توہمات پرست ہو جاتے ہیں تو انسان تو انسان شیطان بھی مذاق اڑانے لگتے ہیں شاعر کہتا ہے ۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا راستہ چھوٹ جائے گا تو بندہ دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتا جائے گا۔ وہ خوف جو عقیدہ والا ہے صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہونا چاہیئے۔ اب رہی بات فطری خوف تو اس معاملہ میں زیادہ باز پُرس نہیں ہو گی۔ انسان جو صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھ کر چلتا ہے وہ ایسی ہی خرافات میں پَڑ جاتا ہے۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ اس مہینہ کا آخری چہار شنبہ گھانس روندنے کا ہے اور ایک مَن گھڑت حدیث بھی پیش کرتے ہیں کہ "نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صفر کے آخری ہفتہ میں صحت یاب ہوئے تھے"۔ یہ بات لے کر لوگ عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس صفر کے مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو کچّی ہَری گھانس روندنا چاہیئے یا اس میں کانٹے لگانے چاہیئے وغیرہ وغیرہ جب کہ تاریخی حوالوں کے مطابق ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انتقال ربیع الاول میں ہوا تو ان کی مَن گھڑت حدیث کے اُلٹا نبی

---

[22] (سورہ طہ: 45)

[23] (سورہ طہ: 21)

اکرم ﷺ کی صحت اچھی نہیں ہوئی بلکہ نبی اکرم ﷺ کی صحت خراب ہوئی ہے، مہینہ کے آخری چہار شبنہ میں نبی اکرم ﷺ کی طبعیت خراب ہوگئی تھی۔

اس صفر کے مہینہ کے شروع کے تیرہ دن کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن بڑے خراب دن ہیں اور اس میں لوگوں کے درمیان ڈر پیدا کر دیا جاتا ہے۔ ایک ہی صفر کے مہینہ میں دو متضاد عقیدے لوگوں میں پائے جاتے ہیں، نعوذ باللہ! ۔ یہ غلط سوچ ہے اور مخالفِ توحید ہے۔

4۔ چوتھا نکتہ: توہمات پر یقین نبوی تعلیمات کی مخالفت ہے

توہمات کا عقیدہ مخالف تعلیم رسول ﷺ ہے یعنی صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا مخالفتِ اطاعتِ رسول ﷺ ہوتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کہہ رہے ہیں کہ:

((لا عَدوَى ولا طِيَرَةَ ، ولا هَامَةَ ولا صَفَرَ))[24]

عدوی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، طیرہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے، "هامة" نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور "صفر" نام کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہیں ہے"۔

اتنے واضح اور Clear Statement کے باوجود اگر کوئی مسلمان صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے تو گویا وہ نبی اکرم ﷺ کو رسول نہیں مان رہا ہے جب کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ یہ کلمہ پڑھنے والی قوم کبھی صفر کے مہینہ کو منحوس نہیں سمجھ سکتی، ایسا کرنا انسان کو کہیں کفر بالرسالۃ تک نہ پہونچادے۔

5۔ پانچواں نکتہ: توہمات پر یقین عقیدہ آخرت کے خلاف ہے

توہمات پر یقین مخالفِ عقیدہ آخرت ہے۔ اگر کوئی انسان صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے کہ اس سے ایسی ویسی مصیبت آتی ہے جب کہ عقیدہ آخرت کا تصور یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی کو اس وجہ سے جہنم میں نہیں ڈالے گا کہ وہ فلاں ذات میں پیدا ہوا ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کے عقیدے اور اعمال کی بنیاد پر قیامت کے دن جنت اور جہنم کا فیصلہ فرمائیں گے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ " مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ "روز جزا کا مالک ہے اور کل قیامت کے دن لوگوں کو اپنے اپنے عقائد کی بنیاد پر بدلہ دیا جائے گا۔ ایک غریب آدمی بھی جب ایمان اور تقویٰ کو لازم پکڑ لیتا ہے تو جنت میں اونچے درجات پر پہونچ جاتا ہے اور اس کے برعکس ایک بہت بڑا بادشاہ اور بہت بڑا مالدار بھی اگر تقویٰ اور عمل میں کوتاہ ہو یا پھر اس کا عقیدہ صحیح نہ ہو تو وہ جہنم کی نچلی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ صحیح عقیدہ اور عمل کی بنیاد پر

[24] (صحيح البخاري: 5757)

آخرت میں فیصلہ ہوتا ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ صفر کے مہینہ کی وجہ ایسا ہو گیا، فلاں وقت آنے کی وجہ سے ایسا ہو گیا، تو یہ سارے عقائد عقیدہ آخرت کے خلاف ہیں۔ یہ صفر کے مہینہ کی نحوست کا عقیدہ توحید کے خلاف ہے، رسالتِ محمدی کے پیغام کے خلاف ہے، عقیدہ آخرت کے خلاف ہے، توکل علی اللہ کے خلاف ہے اور نبی اکرم ﷺ نے جاہلیت کے خلاف جو جنگ چھیڑی تھی اس کے خلاف ہے۔

6۔ چھٹا نکتہ: توہمات پر یقین ایمان باللہ کے خلاف ہے

اگر کوئی انسان صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے تو یہ ایمان باللہ کے خلاف ہے اور یہ کُھلا ہوا شرک ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَن رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَن حاجَتِه ، فقدْ أشْرَكَ))[25]

"جس کو بدشگونی نے اپنے کام سے یا اپنی ضرورت سے روک دیا تو اس نے شرک کیا"۔

جیسے کوئی کہتا ہے کہ بھائی! آج صبح ہی سے ایسا ہو رہا ہے؛ صبح سے بائیں آنکھ ہل رہی ہے، لہذا میں یہ کام نہیں کروں گا۔ اگر آپ نے ایسا کوئی Decision لے لیا تو یہ شرک ہو جائے گا اور یہ شرک کتنا خطرناک گناہ ہے؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾[26]

"اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے"۔

7۔ ساتواں نکتہ: توہمات پر یقین بدعت ہے

توہمات پر یقین ایک قسم کی خطرناک بدعت بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ))[27]

جس نے بھی ہمارے اس معاملہ (دین) میں کوئی نئی ایسی چیز ایجاد کرتا ہے جو اس میں پہلے سے نہیں ہے تو وہ

---

[25] (صحيح الجامع: 6264)

[26] (سورة لقمان: 13)

[27] (صحيح البخاري: 2697 ، كتاب الصلح ، بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ)

مردود ہے"۔
یہ اعتقاد بدعت بھی ہے کیونکہ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس صفر کے مہینہ کو منحوس نہیں سمجھا ہے۔

8۔ آٹھواں نکتہ: توہمات پر یقین اسلام میں حرام ہے

صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا حرام بھی ہے۔ انسان اس صفر کے مہینہ میں ناجائز طریقوں سے کتنے لوگوں کا مال بھی کھالیتا ہے، اب اس ماڈرن زمانہ میں بہت ساری انڈیسٹریاں چل رہی ہیں جس کا نام ہے Astrology۔ میں کبھی کبھی بڑے بڑے ٹی۔وی چینلز پر جاتا ہوں تو وہاں پر اس Astrology علمِ فلکیات کے نام پر بڑے بڑے بابا بیٹھے ہوئے رہتے ہیں، ان سے ملاقات ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑی دیر میں میرا شو شروع ہونے والا ہے، الگ الگ مذاہب کے ماننے والے قیافہ شناس یا نجومی وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں، لوگ سوالات کررہے ہیں کہتے ہیں کہ اس مہینہ بہت ہی کم پیسہ آیا ہوا ہے، پرڈوسر صاحب نے کہا کہ ایسا کچھ چمتکار بتاؤ کہ پیسہ بہت سارا آجائے۔

مطلب یہ ہے کہ بہت بڑی انڈسٹری چل رہی ہے اور لوگ پیسہ کمارہے ہیں جو کہ خالص حرام ہے، حرام طریقہ سے لوگوں کا پیسہ آپ لگارہے ہیں یا پھر کسی اور کو آپ ان نجومیوں کے پاس لے جارہے ہو۔ ہماری سوسائٹی میں بہت ساری خواتین ایجنٹ بن کر گھوم رہی ہیں، جب گھر میں شوہر نہیں ہوتے ہیں اور بیویاں خالی ہوتی ہیں تو یہ خواتین آکر ڈرانے لگتی ہیں، جب ڈر اچھی طریقہ سے بیٹھ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں ایک بابا ہیں اس کے پاس جاؤ! تمہارا کام ہوجائے گا، بیویاں اپنے اپنے شوہروں سے چُھپتے چُھپاتے ان باباؤں کے پاس جاتی ہیں اور وہاں بُرقعہ والی عورتیں بھی جاتی ہیں۔ یہ غلط ہے اور حرام کاریاں ہیں اور ساتھ ہی بے پَردگی میں بہت سارے حرام کام بھی ہوجاتے ہیں۔

9۔ نواں نکتہ: سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں

برکت اور نحوست کے بارے میں اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ کوئی چیز بذات خود برکت والی نہیں ہوتی بلکہ جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فیصلہ نہ ہوجائے کوئی کچھ نہ کرسکتا ہے اور نہ کچھ از خود ہوتا ہے۔ اسی لئے کچھ لوگوں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آکر کہا:

"اے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹنی کو کُھجلی ہوجاتی ہے تو اس سے کئی اونٹنیوں کو کُھجلی لگ جاتی ہے اور اس طرح بیماری پھیل جاتی ہے" نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "وہ پہلی والی اونٹنی کو کِس نے بیماری

لگائی؟"[28]

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوچ بدل کر رکھ دی حالانکہ ان کے دماغ میں یہ بات آئی کہ ایک اونٹنی کو یہ بیماری ہوتی ہے اور اس کے بعد سارے جانوروں کو یہ بیماری لگ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ یہ بیماری متعدّی ہے اور اس بیماری میں پھیلنے کی طاقت ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "پہلی والی اونٹنی کو بیماری کیسے آئی؟" حالانکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود فرمایا:

((وفِرَّ منَ المَجذومِ كماتَفِرُّ منَ الأسدِ))[29]

"اگر تم جذام والے انسان کو دیکھو تو ایسے بھاگو کہ جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو"۔

یعنی نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ بیماریوں میں سے بعض بیماریاں ایسی ہیں جو متعدّی ہیں اگر تمہیں کوئی ایسا بیمار نظر آئے تو تم اس سے احتیاط کرو مگر یہ مت سمجھو کہ یہ بیماری ہر ایک انسان کو لگ کر رہے گی۔ کبھی ڈاکٹر کو یہ متعدّی بیماری نہیں لگتی، کسی نَرس کو نہیں لگتی اور ان خادموں کو نہیں لگتی جو خدمت کرنے والے ہیں لیکن دور سے بیٹھ کر جو ڈَرا ہوا ہوتا ہے اسے لگ جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصل میں فیصلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے آتا ہے۔ اسی لئے سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس گئے اور جا کر کہتے ہیں کہ:

((إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ))[30]

"ترجمہ: "میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور تو بذاتِ خود نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی میں تجھے بوسہ نہ دیتا"۔

اور پھر رکنِ یمانی کے پاس بھی ایک ایسا جملہ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لا تَضُرُّ وَلا تَنْفَعُ وَلولا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[28] (الراوي: أبو هريرة | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم: 5717، كتاب الطب، بَابُ لاَ صَفَرَ، وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ البَطْنَ)

[29] (الراوي: أبو هريرة | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم: 5707، كتاب الطب، باب الجذام)

[30] (الراوي: عمر بن الخطاب | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم: 1597، كتاب الحج، بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الحَجَرِ الأَسْوَدِ)

اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ)) [31]

"میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور تو بذات خود نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نبی اکرم ﷺ کو تجھے چھوتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تجھے ہر گز نہ چھوتا" یہ کہہ کر عمر رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کو ہاتھ لگایا۔

بعض لوگ پتھروں میں بھی بہت کچھ برکت یا قسمت کا ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اپنی انگھوٹی میں بہت سارے اقسام کے پتھر جُڑا کر پہنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عقیق کی انگھوٹی ہے، یہ فلاں پتھر کی انگھوٹی ہے۔ یا پھر ہماری خواتین کالی پُوت کا لچھا پہنتی ہیں یا پھر بعض لوگ اپنے بچوں کو مختلف قسم کے دھاگے اور منکے پرو کر باندھتے ہیں جس سے وہ برکت یا نظر سے حفاظت کی امید لگا کر بیٹھتے ہیں یہ سب کے سب توہمات ہیں۔ ان ساری چیزوں سے ایک مسلمان کو بچنا چاہئے کیونکہ یہ سارے طریقے شرک کی طرف لے جاتے ہیں گویا کہ یہ شرک کے چور دروازے ہیں۔ صفر کا مہینہ آتا ہے تو گویا نعوذ باللہ! شرک کا دروازہ کُھل جاتا ہے۔

10۔ دسواں اور آخری نکتہ: توہمات پر یقین عقل اور تحقیق کے خلاف ہے

جس وقت قرآن مجید نازل ہوا اس وقت ساری دنیا میں توہمات اور خرافات جابجا تھے، کوئی تحقیق یا ریسرچ نہیں تھی۔ آج دنیا میں جہاں بھی ریسرچ اور تحقیق ہو رہی ہے اُس ریسرچ کا خیال اور سوچ پیدا کرنے والا اسلام ہی ہے کیونکہ اسلام نے آکر لوگوں سے یہ کہا کہ یہ جو سورج ہے یہ تمہارا خدا نہیں ہے، یہ پہاڑ تمہارا خدا نہیں ہے، یہ چاند تمہارا خدا نہیں ہے۔

اگر کوئی انسان کسی چیز کو خدا سمجھ بیٹھتا ہے تو وہ انسان اس پر ریسرچ نہیں کرتا، مثال کے طور پر کہیں پر ایک بُت رکھا ہوا ہوتا ہے تو کوئی انسان آکر اس بُت کو سجدہ کر رہا ہے کیا وہی سجدہ کرنے والا انسان اس بُت پر کوئی ریسرچ کرے گا؟ نہیں کرے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی انسان چاند اور سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا خدا بنالیا ہو کسی درخت یا کسی عظیم پہاڑ کو اپنا خدا بنالیا ہو یا کچھ چیزوں کے شَر سے بچنے یا ان سے کوئی نفع حاصل ہونے پر ان ساری چیزوں کی پوجا شروع کر دیا ہو یا پھر سمندر کی وسعت کو دیکھ کر اس کی پوجا شروع کر دیا ہو یا پھر کسی سانپ یا جنگلی جانور کے ڈَر سے اس کی پوجا شروع کر دیا ہو تو ایسا انسان اپنے اس بناوٹی خدا اور معبود سے متعلق ریسرچ اور تحقیق نہیں کرے گا۔

انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ کر جس کسی کی بھی پوجا کرتا ہے وہ دو وجوہات کی بِنا پر کرتا ہے ایک اس سے ڈر کر یا پھر اس سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے۔

---

[31] (الراوي : عبدالله بن عمر | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري/الصفحة أو الرقم: 1605 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]/التخريج : أخرجه مسلم (1270) مختصراً باختلاف يسير)

اسلام نے آکر بتلایا سورہ جاثیہ سورہ نمبر 45 کی آیت نمبر 13 میں اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾[32]

"اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے۔ جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے"۔

ارے اے انسان! یہ سورج، یہ چاند، یہ پہاڑ، یہ درخت، یہ سمندر اور یہ جانور وغیرہ تو کسی سے مَت ڈَر! یہ سب تیری خدمت کیلئے ہیں اور تو اشرف المخلوقات ہے۔

قرآن مجید پڑھنے والا جو تصور لے کر نکلتا ہے اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ساری مخلوقات جو اس کائنات میں ہے ان سب سے اشرف تو میں ہوں، عزت تو مجھے ملی ہے اور فرشتہ نے ابا کو سجدہ کیا ہے، میں وہ آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں جس کے سامنے سارے فرشتوں کو سجدہ کروایا گیا، اس لئے آدم کا مقام فرشتوں سے بھی آگے، پہاڑوں سے بھی آگے ہے۔

جب قرآن مجید نازل ہوا تو سارے انسانوں کا دماغ بند تھا اور سارے چاند، تارے، سورج اور دوسری مخلوقات سے ڈَرا کرتے تھے لیکن قرآن مجید نے آکر کہا کہ یہ تو مخلوق ہیں اور یہ تمہارے نوکر ہیں اور مسخر ہیں، ان سے کیا ڈَر رہے ہو؟ جس کے بعد انسانوں کے دماغ کے دروازے کُھل گئے اور انہوں نے چاند پر ریسرچ کیا، سورج پر ریسرچ کیا اور ہر چیز پر انہوں نے ریسرچ کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کام شروع کر دیا اور اس علم کو لے کر اسپین گئے اور آفریقہ گئے جس کی وجہ سے یورپ میں انقلاب آیا۔

1452 تک بھی یورپ میں ہر طرف اندھیرا تھا، 1492 میں امریکہ کا انکشاف ہوا اور اس وقت تک بھی لوگ یورپ کے اس زمانے کو ڈارک ایج Dark ages کہتے تھے یعنی کہ یورپ کے بیدار ہونے اور امریکہ کے انکشاف ہونے سے سات سو سال 700 پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ ان سات سو سالوں تک بھی یہ یورپ والے اندھیرے میں جی رہے تھے لیکن دوسری طرف عرب کے لوگ ریسرچ کر رہے تھے کیونکہ سارے کے سارے لوگ چاند تاروں اور سورج سے اور دنیا بھر کی مختلف چیزوں سے ڈَر رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا ڈَر نہیں تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ریسرچ لے کر جب یورپ پہونچے اور اسپین پہونچے تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثر لے کر یورپ کے لوگوں کا بھی ذہن کُھلا، تب جاکر ساری دنیا میں ترقی ہوئی۔ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ اسلام وہم اور خرافات کا

---

32 (سورہ جاثیہ :45 / 13)

سخت مخالف ہے۔

صفر کا مہینہ آتے ہی یہ دس نکات ہمارے ذہن میں ہونے چاہیئے، ان شاء اللہ ہم ڈر، ڈپریشن اور غیر ضروری خوف سے بچ سکتے ہیں اور ہر سال اس صفر کے مہینہ میں دوسرے گمراہ لوگوں کو دیکھ کر ہمارا توکل علی اللہ اور مضبوط ہوجائے گا۔ یہ صفر کا مہینہ توکل علی اللہ کا انکار کرنے کا مہینہ نہیں ہے بلکہ توکل علی اللہ کو ایک مرتبہ Refresh کرنے کا مہینہ ہے۔ اگر ہمارے سامنے قرآنی آیات اور احادیث رہیں گی تو جب کبھی یہ مہینہ آئے گا ہمارا توکل علی اللہ اور زیادہ بڑھے گا۔ اگر قرآنی آیات اور احادیث ہمارے سامنے نہیں رہیں گی تو ڈر ہے کہ ہم پھر سے خوف میں مبتلا ہوجائیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم تمام کو واقعی طور پر اور صحیح معنوں میں اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، جو اسلام نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا اسی اسلام کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ: 16/جولائی/2026ء

مطابق: 2/صفر/1448ھ

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)